ایم حمید اللہ جمیل ایڈووکیٹ

آیئے! اللہ کی طرف لوٹ چلیں

ایمانیات کے باب میں، محبتِ الٰہی اور تعلق باللہ سب سے مقدم ہے۔ دین و مذہب کی بنیاد ہی اس پر استوار ہے کہ بندۂ مومن کے احساسات و جذبات کا محور و مرکز صرف پروردگارِ عالم کی ذاتِ اقدس ہو۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور تعلق سب محبتوں اور تعلقات پر غالب و حاوی رہنا چاہیے۔ اس معاملہ میں بے اعتنائی اور تغافل ایمان و یقین کے صریح منافی ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ کیا شخصیت پرستی، نفس پرستی اور مادہ پرستی کے گرداب میں پھنس کر ہم کہیں اپنے خالقِ حقیقی سے دور تو نہیں ہو رہے؟ کیا ہم اللہ ربّ العزت کی ایسی قدر و تکریم کر رہے ہیں، جیسی کی جانی چاہیے؟ کیا تعلق باللہ کے بغیر اخروی فلاح، عزت و تکریم اور باغِ بہشت کا حصول ممکن ہے؟ فکرِ انسانی میں وہ رفعت، احساس میں وہ سکت اور شعور میں وہ سرعت کہاں جو معبودِ حقیقی کی ذاتِ اقدس تک رسائی ہو سکے۔ اس کے جمال، اس کے کمال اور اس کے جلال کے کیا کہنے۔ قرآن مجید میں ہے:

''جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے، وہ سب اللہ ہی کا ہے اور بے شک اللہ بے نیاز، سب خوبیوں والا ہے اور جتنے درخت زمین میں ہیں، وہ سب قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر ہے، یہ سیاہی بن جائے، اس کے علاوہ سات سمندر اس میں اور شامل ہو جائیں تو بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں۔'' (لقمان: ۲۷)

اللہ کی تعریف و توصیف بیان کرنے والا کس قدر عظیم ہوتا ہے اور اس سعادت سے محروم رہنے والا کتنا حقیر اور تہی مغز۔ اللہ کا حامد کتنا بلند خیال اور حقیقت شناس ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی الحق اور سب سے بڑی اور اعلیٰ حقیقت ہے جبکہ حمد سرائی سے منہ موڑنے والا کتنا پست ذہن اور گمراہ۔ اللہ کی ثناؤں میں منہمک انسان تجلیوں سے معمور راستے پر گامزن اور ایک بامراد انسان ہوتا ہے مگر دوسرا جہالت کی تاریکیوں میں بھولا بھٹکا اور نامراد۔ لاریب! اللہ تعالیٰ کو حمد سرائی اور پذیرائی کی قطعی ضرورت اور خواہش نہیں۔ اس کی ذات بے نیاز ہے۔ اگر کوئی شخص اللہ پروردگارِ عالم کی عظمتوں کا اعتراف کرتا، اس کی ربوبیت کو تسلیم کرتا اور اس کی قوت والوہیت کے آگے سرِ تسلیم ختم کرتے ہوئے اس کی عبدیت اختیار کرتا ہے تو درحقیقت وہ اپنے ہی لیے رشد و ہدایت اور اصلاح ڈھونڈتا اور اپنے ہی لیے جنتِ دائمی کا انتخاب کرتا ہے۔ اس کے برعکس پروردگارِ عالم کی حمد و ثنا سے مفر انسان اپنی ہی ناکامی کا راستہ چنتا، تزکیہ سے محروم ہوتا اور اذیتوں اور ندامتوں سے پُر جہنم کا انتخاب کرتا ہے۔ رب کی باتوں میں مشغول انسان کسی دوسری شے میں لطف نہیں پاتا اور رب ہی کی باتیں اس کے لیے سکونِ قلب، روح کی تشفی و اطمینان اور تسکینِ نفس کے لیے کافی ہوتی ہیں۔

امروز یہ کہ نفسا نفسی کا عالم ہے اور ہر کوئی اضطرابی کیفیت سے دوچار ہے اور دنیا ایک صحرا کی مانند محسوس ہوتی ہے کہ جہاں ہوس پرستی کی تپش، فسق و فجور کی اُڑتی ہوئی گرد اور تعصبات کی خاردار جھاڑیوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ کیوں نہ وحشت کے اس ماحول میں رب کی باتوں کے گلاب کھلائے جائیں تاکہ اضطراب و اضطرار اور فکری انتشار کا خاتمہ ہو، فرحت و سکوں کا

احساس ہواور ریگ زار دنیا ایک حسن وشاداب گلشن کا منظر پیش کرے اور اللہ پروردگار عالم کی روح پرور اور مسحور کن خوشبو جو چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہے انسانوں کی اس دنیا میں اُن کے اذہان وقلوب میں بھی پھیل جائے۔

ذرا غور تو کیجیے! ایک انسان کو دوسرے انسان سے کوئی معمولی سا فائدہ بھی ملتا ہو تو وہ فطرتاً فائدہ پہنچانے والے کا دَم بھرتا، اُس سے اُنسیت اور وابستگی کا اظہار کرتا اور اس کی مدح سرائی میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتا دکھائی دیتا ہے۔ مگر صد حیف کہ اللہ معبودِ حقیقی اور منعمِ حقیقی سے ملنے والے فوائد اور انعامات کے صلے میں انسان کا طرزِ عمل اس کے برعکس ہے۔ وہ اس معاملہ میں تشکر وامتنان سے غافل رہتا ہے۔ کون ہے جو اس کھلی اور نا قابل تردید حقیقت سے انکار کی جسارت کر سکے کہ اللہ تعالیٰ انسان پر کس قدر مہربان واقع ہوا ہے۔ کیا پروردگار کی نعمتوں، رحمتوں اور عنایتوں کا احاطہ کیا جا سکتا ہے؟ کیا اس کی عطاؤں کا شمار ممکن ہے؟ کیا اس کی مہربانیوں کے بے کراں سمندر کی وسعتوں اور اتھاہ گہرائیوں کو ناپا جا سکتا ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ یہ انسان کی بساط میں کہاں۔ انسان چند لمحوں کے لیے غور تو کرلے کہ وہ ماں کے بطن میں کس اہتمام کے ساتھ رکھا گیا۔ اُس کی پیدائش، اُس کا بچپن، جوانی، ماں باپ، بہن بھائی، دوست احباب' سب اللہ تعالیٰ کی کرم نوازیوں ہی کی شکلیں ہیں۔ انسان کی خوبصورت شخصیت' اس کے جسمانی اعضاء اور صحت وتندرستی پروردگار کے کتنے بڑے انعام ہیں اور پھر انسان کے لیے پھیلی ہوئی وسیع وعریض کائنات، فلک بوس کہسار، حسین وادیاں، چمن زار، گل ہائے رنگا رنگ، شیریں پھل، محوِ پرواز پرندے، صبح وشام کا دل کش منظر، رات کی دل فریبی، بارش کا نظارہ، دھوپ کا آرام، ہوا کے جھونکے، دریا کا بہاؤ، جھیل کی گہرائی اور سمندر کی وسعتیں، شب کا سکون اور دن کی رونقیں، ٹمٹماتے ستارے اور حسین ودرخشاں چاند، آفتابِ جہاں تاب، لہلہاتے کھیت، جانور اور مویشی سب انسان کی آسائش و آرام کے لیے پروردگارِ عالم کی تخلیقات ہیں اور یہ بلاشبہ اس کی بے پناہ رحمانیت کی نشانیاں ہیں۔ انسان کی اُخروی کامیابی کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورُسل مبعوث فرمائے۔ مقدس کتب نازل فرما کر بنی نوع انسان کو حق کی پہچان دی اور اس کے لیے رُشد و ہدایت کا اہتمام فرمایا۔ اس کی بے پایاں رحمت کا یہ کتنا عظیم نمونہ ہے۔ کوئی انسان اس کا اندازہ نہیں کر سکتا۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے: ''اللہ تعالیٰ دن کو ہاتھ پھیلا دیتا ہے کہ کوئی رات کا گناہگار ہے جو مغفرت کا طالب ہو اور رات کو ہاتھ پھیلا دیتا ہے کہ کوئی دن کا گناہگار ہے جو مغفرت کا طلب گار ہو۔''

تو پھر پروردگار کی بے شمار عنایات اور رحمتوں کے باوجود انسان اُس سے غافل کیوں ہو؟ وہ دنیائے رنگ و بو میں گم ہو کر ربّ کائنات کو فراموش کیوں کرے؟ وہ پروردگار کے حقوق سے آگاہ کیوں نہ ہو؟ آیئے! مطیع، فرماں روا اور عبدِ منیب بن کر اللہ کی اطاعت اختیار کرلیں اور اس رحیم وکریم کی طرف لوٹ چلیں جو ہماری ابدی فلاح کی نوید کے ساتھ بے پناہ انعامات لئے ہوئے ہے۔ انسان کی حقیقی معنوں میں اللہ کی بارگاہ میں جھکنے اور اس کی بندگی کا یہ منظر دیکھنے کو چشم فلک کب سے بے تاب ہے۔ حقیقی اور سچی اطاعت اور عبدیت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ بقول اقبالؒ ۔

خرد نے کہہ بھی دیا لاالٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں